بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

اداریہ!

منشور سازی فقہ وشریعت کی میزان میں......

قارئین محترم

یہ پرچہ جب تک آپ کے ہاتھ لگے گا، انتخابات (امید ہے) ہو چکے ہوں گے اور حلف برداری و نئی حکومت کی تشکیل اور دیگر امور پر نئے تنازعے چل رہے ہوں گے جو بالآخر افہام وتفہیم سے ختم ہو جائیں گے، کیونکہ بعض جماعتیں انہی تنازعات کے پرامن تصفیہ ہی کے لئے وجود میں آتی اور انتخابات میں حصہ لیتی ہیں اور وہ ہر دور میں پرامن انتقال اقتدار و شراکتِ اقتدار کی علمبردار رہی ہیں۔ کامیابی کے بعد جس طرف ان کے فیصلہ کن ''قیمتی اراکین'' کا وزن پڑے گا اسی کی حکومت بنے گی۔ پھر مرحلہ آئے گا عوام پر حکمرانی جمانے کا...... اور یہ دیکھنے کا کہ کون سی جماعت اپنے اعلان کردہ منشور پر کس درجہ عمل پیرا ہوتی ہے۔ سردست جو منشور مختلف جماعتوں کے سامنے آئے ہیں وہ زیادہ تر انتخابی معرکہ سر کرنے کے لئے ہیں۔ جو منشور حکومت کرنے کے لئے روبعمل آئے گا وہ حالات و زمانہ کی رعایت کے اصول کے تحت کچھ کا کچھ بھی ہوسکتا ہے۔

تاحال منظر عام پر آنے والے منشورات میں سے ہماری ناقص معلومات کے مطابق کوئی کوئی منشور ایسا نہیں جس کا نکتۂ اساسی ''اللہ کی حاکمیت کا عملاً قیام ہو۔'' چند مذہبی جماعتوں کے سوا جن کی کامیابی کے امکانات چند نشستوں تک محدود ہیں، زیادہ تر کے دستور و منشور اور انتخابی نعرے محض جذباتی عوامی مسائل سے متعلق ہیں، ہم پانی دیں گے، ہم بجلی دیں گے، ہم لوڈ شیڈنگ ختم کر دیں گے، ہم علاج معالجہ کی سہولتیں بہتر کریں گے، ہم رائے ونڈ کے محلات کو بلڈوز کریں گے۔ ہم دہشت گردی کا خاتمہ کریں گے۔ ہم وڈیرہ شاہی مٹائیں گے۔ ہم تعلیم مفت اور عام کریں گے۔ ہم کنواروں کی شادیوں کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کرائیں گے۔ ہم شادی شداؤں کے بچوں کی نگہداشت کا ذمہ لیں گے۔ ہم نوجوانوں کو روزگار فراہم کریں گے۔ ہم یوتھ (جوان بچیوں) کو آزادی دلوائیں گے، ہم مردوں سے حق چھین لیں گے۔ وغیرہ وغیرہ......

☆ اذا کان رب البیت بالدف مولعا............فشیمۃ اھل البیت کلھم رقص ☆

فقہ اسلامی میں نظام ریاست وحکومت چلانے کے حوالہ سے جن منشورات کا پتہ چلتا ہے وہ الاحکام السلطانیہ کی صورت میں اور مسلم حکمرانوں کے خطابات وخطبات کی صورت میں محفوظ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے فوراً بعد مسلمانوں کو اپنا نظام ریاست چلانے کے لئے ایک امیر کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے اپنے میں سے سب سے بہتر انسان کو اپنا امیر بنالیا، اس انسان کو جسے خود رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بہترین قرار دیا تھا۔ اس امیر نے امیر بنتے ہی اپنے پہلے خطبہ وخطاب میں جس منشور کا اعلان کیا اس کی چند باتیں حسب ذیل تھیں......

﴿ایھاالناس فانی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم فان احسنت فاعینونی وان اسائت فقومونی، الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی اریح علیه حقه ان شاء اللّٰه والقوی فیکم ضعیف عندی حتی آخذ الحق منه ان شاء اللّٰه لا یدع قوم الجهاد فی سبیل اللّٰه الا ضربهم اللّٰه بالذل ولا تشیع الفاحشة فی قوم قط الا عمهم اللّٰه بالبلاء اطیعونی ما اطعت اللّٰه ورسوله، فاذا عصیت اللّٰه ورسوله فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلوتکم یرحمکم اللّٰه﴾

”......لوگو! بلاشبہ مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر تو نہیں، اس لئے اگر میں اچھے کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر کوئی غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کر دینا، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ اور تمہارا کمزور میرے نزدیک قوی ہے حتیٰ کہ میں ان شاء اللہ اس کا حق اس پر لوٹا دوں اور تم میں سے قوی میرے نزدیک کمزور ہے حتیٰ کہ میں اس سے حق چھین لوں۔ جب بھی کوئی قوم جہاد ترک کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ذلت مسلط کر دیتا ہے اور کسی قوم میں فواحش (برائیاں) نہیں پھیلتیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب پر آزمائش طاری کر دیتا ہے، میری اطاعت کرو اس وقت تک جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت نہیں...... پس اٹھو نماز کیلئے، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرما تا رہے۔“

☆اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبی ...... برآورند غلامان او درخت از بیخ☆

علوم اسلامی کے معروف اسکالر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب رفیق نبوت میں لکھتے ہیں: اس اولین خطبہ کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ ذہن کی بالیدگی، جذبوں کی صداقت، رویوں کی صیانت اور امور حکومت سے ہمہ جہت آگہی کا اعلان کر رہا ہے، والی بن چکے تھے مگر نہ اس اعزاز وعظمت پر فخر اور نہ غرور، عجز اور سراپا انکسار کا اظہار، سب سے برتر اور بہتر تھے مگر، برملا کہا، والی بنایا گیا ہوں، خود نہیں بنا اور اس لئے نہیں بنایا گیا کہ سب سے بڑا ہوں یہ تو آپ لوگوں نے ایک ذمہ داری سونپی جو مجھے ادا کرنا ہے، تم سب کو میرے ساتھ کھڑے ہونا ہے حسن عمل پر ساتھ دینا ہے ہاں اگر کہیں غلط اقدام ہونے لگے تو یہ ارادۃً نہ ہوگا اس لئے تمہیں راہنمائی مہیا کر کے سیدھا راستہ بتا دینا ہے۔

سوچئے اور دنیا پر مسلط حکمرانوں کے مزاج کا اندازہ کیجئے، بھلا کوئی حکمران بھی غلطی کرتا ہے وہ تو پوری قوم کی فراست پر بھی حاوی ہوتا ہے اس کی سوچ ہمیشہ ہی درست ہوتی ہے اور اس کا ہر عمل لائق تحسین ہوتا ہے مگر رسول اکرم ﷺ کے اس نائب اعظم کا رویہ دیکھئے، نہ گھمنڈ نہ فریب نفس، تعاون کی اپیل اور وہ بھی خلوص دل سے، بارگاہ صدیقی سے یہ اعلان کہ صدق ہی امانت ہے معلومات، رائے اور شہادت کا سچا ہونا اور ایمانداری سے ان کا اظہار کرنا ہی ملکی اور قومی عظمتوں کا نشان ہوتا ہے، جھوٹ کیا ہے جو موجود ہے اس کا اظہار نہ کرنا۔ کیا یہ اپنے ضمیر سے خیانت نہیں کس سلیقے سے صداقت کو اساس ذمہ داری بنا دیا، صرف کسی کا مال لوٹا دینا ہی امانت نہیں، سچے جذبوں کے ساتھ قوم کو اس کا حق دینا بھی تو امانت ہے دعوؤں کی جلترنگ تو بہت ہے مگر معاشرتی انصاف کا وہ معیار کون قائم کرے گا جس میں قوی اور ضعیف کا فرق حکمرانوں کے نزدیک میزان عدل نہ بنے، اس لئے پہلے روز ہی واضح کر دیا گیا کہ ضعیف جس کا حق چھینا گیا ہے وہی قوی ہے کہ اس کا حق دلانا سربراہ حکومت کا فرض ہے اور وہ قوی جو کسی کا حق چھین چکا ہے، فیصلہ کاروں کے نزدیک کمزور اور کم تر ہے جب تک اس سے ناجائز حق واپس نہ لے لیا جائے۔ یہ وہ معیار ہے جس کو اساس بنایا جائے تو حسن معاشرت کی نمود ہوتی ہے اور خوشحال انسانی معاشرہ تشکیل پاتا ہے، یہ اندرونی استحکام اور یہ باہمی اعتماد قائم ہو جائے تو کسی معاند قوت کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہیں رہتی ہاں اگر پھر بھی وحشی طاقت دست درازی کرے تو مجموعی قوم کی مجاہدانہ حکمت عملی ہر ذلت سے بچا لیتی ہے اس لئے آپ نے دو معاند محاذوں کی نشان دہی کر دی۔ جہاد کا رویہ ترک کر دیا جائے تو سر اٹھا کر جینا مشکل ہوتا ہے پھر ایسی قوم کو ذلیل رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے اس لئے حالات کی سنگینی کے باوجود اس قوت بخش اصول کو اپنانے کا اعلان کر دیا گیا، یہ بھی واضح کر دیا کہ بدکاری، بدعملی اور فحش پرستی کا رویہ جس

قوم میں عام ہو جاتا ہے اسے عیش و عشرت کا یہ ناسور اس حد تک کھوکھلا کر دیتا ہے کہ ہر مصیبت، ہر بلا اور ہر آزمائش اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے، اس لئے عنان حکومت سنبھالتے ہی متنبہ کر دیا گیا، یہ احکام اور رہنمائی کے یہ اصول شخصی پسند و ناپسند یا ذاتی نظریات کا نتیجہ نہ تھے بلکہ یہ تو اطاعت شعاری کا فیض تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہر لمحہ حاصل تھا، اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول اللہ ﷺ ہی معیار ہے جب تک اس اطاعت کی پاسداری رہے احکام مانتے رہو اور اگر کسی وقت اور کسی مرحلے پر معصیت کی طرف جھکاؤ دیکھو، وہ ارادۃً ہو یا سھواً، اطاعت امیر واجب نہ رہے گی۔

اس سے صاف واضح ہو گیا کہ اسلامی نظام حکومت میں حکمران صرف نیابت کے منصب پر فائز ہوتا ہے اور اپنے ہر ہر عمل میں نیابت کے اصول پر پرکھا جاتا ہے۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو حکمرانی کی روش کو واضح کر رہا تھا غور کیجئے وہ کیا لمحہ ہو گا جب خلیفہ اول، اصحاب کے سامنے اپنے منشور حکومت کی وضاحت کر رہا ہو گا......''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ اولین سے ان کے طرز حکومت کا اور حکومت کے لئے دستور و منشور کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مانا کہ فی زمانہ، کوئی عمر ہو سکتا ہے نہ ابوبکر، لیکن ان کے دستور و منشور کو اپنانے والا تو ہو سکتا ہے۔ کاش! کسی نے یہی کہا ہوتا کہ میں اس دستور و منشور پر چلوں گا جو مسلمانوں کے امیر اول نے اپنایا تھا۔ یعنی اپنی خواہشات کو تابع خواہشات دین کروں گا۔ اتباعِ رسول کروں گا چاہے جنگل کے درندے میری بوٹیاں نوچ کھائیں۔

اللہ کرے نئی حکومت ملک و قوم کی محافظ اور دین و مذہب کی پاسداری کرنے والی ہو۔ وہ انسانوں پر انسانوں کی مرضی کے قوانین نافذ کرنے کی بجائے اللہ کے عطا کردہ قوانین کا نفاذ کرے اور مغربی جمہوریت کی بجائے اسلامی شورائی نظام کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کرے۔ (آمین)

اسکولوں اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات کے لئے!

مختصر نصابِ فقہ سوالاً جواباً

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

☆......پس از من گو جہان را آب گیرد......☆